Regd. No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم جمعہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ ”
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲½ ”

۲۹ شوال ۱۳۶۸ھ

جلد ۳	۲۶ ظہور ۱۳۲۸ ہش	۲۶ اگست ۱۹۴۹ء	نمبر ۱۹۵

ہم منصفانہ حل چاہتے ہیں طاقت کے بل پر کسی کو کشمیر پر قابض نہیں ہونے دیں گے

اپنی قوتوں کو باہمی اختلافات میں ضائع مت کرو۔ اور منظم و متحد ہو جاؤ!

جلسہ عام میں مسٹر لیاقت علی خاں کی تقریر

لاہور ۲۵ اگست۔ مسٹر لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہم مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل چاہتے ہیں۔ ہم کسی صورت میں بھی قوت کے بل کشمیر پر کسی کو قبضہ کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ اور وہاں کے ۳۲ لاکھ مسلمانوں کو دوسروں کے رحم و کرم پر نہ رہنے دیں گے۔ آپ نے کہا پاکستان کیلئے کشمیر کا مسئلہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔

یہ الفاظ آپ نے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہے جو آج شام کو ۷ بجے یونیورسٹی گراؤنڈ میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ جلسے کے ابتداء میں جب میاں عبد الباری صدر مغربی پنجاب مسلم لیگ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو جلسہ میں شور پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے آپ کی تقریر سننے سے انکار کر دیا۔

مسٹر لیاقت علی خاں نے تقریر کی ابتداء میں کہا جوش و خروش قابل تعریف ہے بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال ہو۔ اس کا غلط استعمال قوم کی کمزوری کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔

آپ نے پاکستان کی ابتدائی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ گو وہ مشکلات عدیم النظیر ہیں۔ لیکن مجھے پہلے دن سے ہی یقین تھا اور اب بھی میں اس یقین پر قائم ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو گزند نہیں پہنچا سکتی۔

آپ نے پنجاب کے انتشار پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا مجھے یقین ہے کہ بالآخر پنجاب اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کریگا۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہئیے کہ وہ قائداعظم کی نصیحت کے مطابق اتحاد تنظیم اور ایمان کو اپنا نصب العین بنالیں کیونکہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا اس وقت تک خطرات دور نہیں ہوں گے گو ہماری فوجی قوت گذشتہ سال کی نسبت سو فیصدی بڑھ چکی ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص وقت آنے پر سپاہی ثابت ہو۔ ہم کشمیر کے مسئلہ کا منصفانہ حل چاہتے ہیں۔ ہم ہرگز کسی کو طاقت کے زور سے کشمیر پر قبضہ نہ کرنے دیں گے۔ مگر اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنا داخلی انتشار دور کریں۔

آپ نے سرکاری کارکنوں کو نصیحت کی۔ وہ سیاسی دھڑے بندیوں سے باز رہا کریں۔ اسی طرح سیاسی لیڈروں کا بھی فرض ہے کہ وہ حکومت کے نظام میں دخل نہ دیا کریں۔

آپ نے پریس کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ آزاد ملک کے پریس کا فرض ہے کہ وہ عوام کی صحیح ترجمانی کریں اور ان کی رہنمائی کریں۔ میں صحیح تنقید کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ مگر پریس کو دھڑے بندی اور پارٹی بازی سے بالا ہونا چاہئیے۔

آپ نے زرعی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ پاکستان کے نظام میں یقیناً شریعت کے خلاف کوئی چیز نہ ہوگی۔ مگر مارکس و انگلس کے خیال کو شریعت نہیں کہا جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اسلامی سوشلزم بہترین شئے ہے جسے بالآخر دنیا کو اپنانا پڑے گا۔ اسلامی سوشلزم کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے روٹی، کپڑے، رہائش تعلیم اور صحت کو برقرار رکھنے کا سامان موجود ہو۔

آخر میں آپ نے پھر اس بات پر زور دیا کہ اپنی طاقتوں کو آپس کے جھگڑوں میں ضائع نہ کرو۔ بلکہ پاکستان کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دو۔ مجھے یقین ہے کہ بالآخر پاکستان دنیا کی ایک بڑی طاقت بن جائے گی۔ اور دنیا کو اسلام کی روشنی دکھائے گی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

کوئٹہ ۲۲ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل شام پارک ہاؤس میں اسلامی نظریوں کی مغربی نظریوں پر فوقیت کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ حضور کی تقریر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

آج طبیعت کا دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ کل تقریر کی وجہ سے گلا بیٹھا ہوا ہے۔ نزلہ ہے طبیعت اچھی نہیں ہے۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔
سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت اقدس کی طبیعت کئی دن سے خراب ہے۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کی علالت

عزیزی عبد اللہ خاں کو نمونیا کا اثر بار بار ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے چند روز کافی آرام تھا۔ پھر حملہ ہوا جس کے بعد ضعف بڑھا۔ کمزوری بے شک زیادہ رہی مگر مرض بہت جلد کنٹرول میں آگیا۔ اب رات سے پھر سینہ پر اثر زیادہ ہو گیا ہے۔ پنسلین دس روز سے برابر جاری ہے۔ اس میں یہ ٹھہر ٹھہر کر حملہ ہونا اور بڑھتا ہوا ضعف بہت قابل تشویش ہے۔ سخت پریشانی ہے۔ تمام احباب جماعت اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں التجا ہے کہ خاص طور پر ان دنوں ان کے لئے دعا پر زور دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔
میری طبیعت بھی حرارت وغیرہ سے بہت خراب ہے۔ پریشانی کا بہت اثر ہے احباب دعا فرمائیں۔ مبارکہ بیگم

خوراک کا پنجسالہ منصوبہ۔ حکومت پاکستان ۷۰ کروڑ روپیہ صرف کرے گی

کراچی ۲۵ اگست۔ حکومت پاکستان نے مزید تیس لاکھ ٹن غذا پیدا کرنے کا ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا ہے یہ آئندہ پانچ سالوں میں متوقع خسارہ کا دوگنا ہے۔ یہ منصوبہ صوبائی سفارشات کی ۶۵ اسکیموں پر مشتمل ہے اور توقع ہے کہ اس پر حکومت کو ۷۰ کروڑ روپیہ صرف کرنا پڑے گا۔ ان میں سے اٹھارہ اسکیمیں جن میں تھل پروجیکٹ، سدل ٹیوب ویل پروجیکٹ اور لوئر سندھ بیراج شامل ہیں زیر عمل ہیں اور تکمیل کی مختلف منازل پر پہنچ چکی ہیں۔ صوبہ وار تجزیہ کے مطابق مغربی پنجاب نے ۶ آبپاشی کی اور چار دیگر اسکیمیں تیار کی ہیں۔ مشرقی بنگال نے سات جس میں تین آبپاشی کی ہیں۔ صوبہ سرحد نے ۱۹ جن میں ۱۷ آبپاشی کی ہیں۔ اور سندھ نے ۱۲ جن میں ۳ آبپاشی کی ہیں۔

(اسٹار)

گلاسگو سے رسالہ ”مسلم ہیرلڈ“ کا اجراء

مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ پہلے انگریز مجاہد احمدیت کی تبلیغی سرگرمیاں

لنڈن ۲۵ اگست۔ مسٹر ونٹر گارڈن اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں کہ ان دنوں بشیر احمد آرچرڈ گلاسگو میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ قبول اسلام سے پہلے آپ کا نام برنارڈ آرچرڈ تھا۔ آپ نے تبلیغی سرگرمیوں ہی کے سلسلے میں ایک ماہانہ سرکلر جاری کر دیا ہے۔ جس کا نام ”مسلم ہیرلڈ“ ہے۔ سردست یہ رسالہ سائیکلو سٹائل مشین پر چھاپا گیا ہے۔ اس کے پہلے شمارے میں اسلام کے اصولوں کے متعلق ڈاکٹر صادق کا ایک مضمون درج ہے۔ اگست کے مہینے میں دو جلسے کئے جائیں گے۔ مسٹر آرچرڈ کی حال ہی میں ایک برطانوی مسلم خاتون سے شادی ہو چکی ہے۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی اشاعت اسلام کے کام میں آپ کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ (ب۔ ا۔ پ)

سوئٹزرلینڈ میں خشک سالی

زیورچ ۲۵ اگست۔ سوئٹزرلینڈ کے کئی حصوں میں جنگل کی آگ پھیلنے اور تین ماہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کے تباہ ہو جانے اور بجلی کا بحران پیدا ہو جانے کا ڈر پیدا ہو گیا ہے (اسٹار)

کراچی ۲۵ اگست۔ برما کے نائب وزیر اعظم آج صبح کراچی سے برما کیلئے روانہ ہو گئے آپ نے جاتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ وہ پاکستان کے سلوک سے بہت خوش ہیں۔

۲۵ اگست۔ جموں و کشمیر کے مختلف محاذوں پر جنگ بند کرنے کے متعلق کام جاری ہو گیا ہے محاذ کے تین حصے کئے گئے ہیں

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر۔ بی اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس موہنی لال روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

سالانہ اجتماع - ۱۹۴۹ء - مطلوبہ کوائف

۳۰-۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۴۹ء (اتوار پیر منگل) بمقام ربوہ

مجالس مندرجہ ذیل معلومات معین تاریخوں تک ضرور مرکز میں پہنچا دیں

۱- شوریٰ کے لئے تجاویز	یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء تک
۲- آئندہ صدارت کے لئے نام	یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء تک
۳- نمائندگان کے نام	۱۰ اکتوبر ۱۹۴۹ء تک
۴- اجتماع میں شامل ہونیوالے خدام کی تعداد	۱۰ اکتوبر ۱۹۴۹ء تک
۵- ورزشی اخلاقی اور علمی مقابلوں میں شامل ہونے والے خدام کے نام (الگ الگ کاغذ پر)	۱۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء تک
۶- چندہ سالانہ اجتماع (ایک روپیہ فی کس اور ایک سیر آٹا)	بلاتاخیر
۷- گزشتہ سال کی کارگذاری کی مختصر اور معین رپورٹ	یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء تک

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

بی-اے کا نتیجہ

تعلیم الاسلام کالج لاہور سے بی-اے کے امتحان منعقدہ مئی ۱۹۴۹ء میں جو طلباء شامل ہوئے تھے۔ تازہ اطلاع کے مطابق ان میں سے صرف ایک طالب علم کمپارٹمنٹ میں اور باقی سب پاس ہیں۔ فیل کوئی نہیں ہے۔ گویا اوسط فی صدی تراسی (۸۳.۳) ہے۔ جبکہ یونیورسٹی کی اوسط ۲۹.۸٪ ہے

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج)

کوہ مری میں جماعت احمدیہ کی مسجد کی تعمیر

احباب کوہ مری کو مسجد کی ضرورت کا شدید احساس تھا۔ لیکن مسجد نہ ہونے کے باعث مختلف احباب کے مکانات پر جمعہ کی نماز ہوتی تھی۔ گزشتہ دنوں کیپٹن چوہدری غلام احمد صاحب کی کوٹھی پر جمعہ ہوا کرتا تھا۔ ان کے ایبٹ آباد تبادلہ ہو جانے کے باعث یہ صورت بھی نہ رہی۔ مکرم چوہدری صاحب کو الوداعی پارٹی کے موقعہ پر احباب جماعت نے مسجد کی تعمیر کی طرف فوری توجہ کا عزم کیا۔ مکرم جناب خان بہادر محمد دلاور خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر نے اپنی کوٹھیوں کے متصل مملوکہ اراضی میں سے ۱۰۰×۷۰ = ۷۰۰۰ مربع فٹ (سوا کنال) زمین جماعت کے لئے وقف کر دی تا اس پر مسجد اور مبلغ کے لئے کوارٹر وغیرہ بن سکے۔ متعدد احباب نے فراہمی رقم کے لئے جدوجہد کی۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب اور دیگر احباب کی کوششوں سے اب بفضلہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو رہا ہے۔ تعمیر کمیٹی میں متعدد احباب شامل ہیں۔ اس کے پریذیڈنٹ جناب خان صاحب شیخ جلال الدین صاحب اور سیکرٹری جناب مولوی خورشید احمد صاحب شاد مقرر ہوئے ہیں۔ باقی ممبر بھی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ خاکسار کو بھی ڈیڑھ ماہ تک یہاں رہنے اور مسجد کے کام میں کچھ حصہ لینے کا موقعہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو مسجد کی تعمیر وسط اکتوبر ۱۹۴۹ء تک مکمل ہو جائے گی۔ اور اس طرح جماعت کی ایک اہم ضرورت پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ اصل بات یہ ہے کہ مسجد کے بغیر جماعت کی شیرازہ بندی نہیں ہو سکتی۔ احباب جماعت جناب خان بہادر صاحب کے زمین دینے پر ان کے بہت شکرگزار ہیں۔ جن دوستوں نے وقتاً فوقتاً مسجد احمدیہ کوہ مری کی تعمیر میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہوا ہے انہیں چاہیئے کہ مکرم شیخ جلال الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ایگزیکٹو آفیسر مری کو مطلع فرما دیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پہاڑی مرکز پر جماعت کی مسجد کو جلد مکمل فرما دے اور اسے ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین ثم آمین

(خاکسار ابو العطاء جالندھری)

جشن استقلال کے بعد

(از عبد السلام اختر ایم-اے)

اے دوست! اب "یومِ آزادی" یوں جشن کا ساماں ہم نے کیا
ہر گھر سے اندھیرا دور کیا - ہر گھر میں چراغاں ہم نے کیا
ہر دیکھنے والے نے جانا - ہر جاننے والے نے دیکھا
کانٹوں کو لباسِ گل دے کر صحرا کو گلستاں ہم نے کیا
ذرّات میں سرخی دوڑا دی - پیمانۂ دل کی موجوں سے
خاشاک میں اک بجلی بھر دی - تاروں کو غزلخواں ہم نے کیا
اے دوست مگر اس عالم میں - جب اپنے وطن کی یاد آئی
آفاق نے آنسو برسائے - آنکھوں کو طوفاں ہم نے کیا
میں سوچتا ہوں یا رب کہ وہ کب اعجاز دکھایا جائیگا؟
وہ وقت حسین جب آئیگا اور جشن منایا جائیگا

خدا کے صالح بندے کون ہیں؟

قرآن مجید کی پیشگوئی ہے کہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (انبیاء ع ۷)

یہ صالح عباد کونسے ہیں اس کی تشریح سورۃ حج ع ۶ میں فرمائی ہے۔ فرمایا اس نظام حکومت میں وہ لوگ شامل ہونگے جو نماز پڑھیں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے۔ نیک امور کی تحریکات کریں گے اور برے امور سے روکیں گے۔

پس ہماری جماعت کے احباب کو بار بار غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ عباد سے مراد اس سلسلہ کے نفوس ہیں۔ مگر کیا یہ چاروں صفات بدرجہ اتم ہم میں موجود ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر فرد نمازوں کی طرف زکوٰۃ کی طرف اور امر بالمعروف و نھی عن المنکر کی طرف پورے طور پر توجہ کر رہا ہے۔

پس ہمیں اپنے اندر عباد الصالحون کی چاروں صفات پیدا کرنی چاہییں اور زکوٰۃ کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیتے رہنا چاہیئے

(نظارت بیت المال)

مڈل پاس طلباء مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں

مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ احمدنگر ستمبر کے پہلے ہفتہ میں موسمی تعطیلات کے بعد کھل رہے ہیں مدرسہ احمدیہ کی جماعت اول میں مڈل پاس طالبعلم داخل ہوتے ہیں۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنے مڈل پاس بچوں کو دینی تعلیم کی خاطر مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں تا اس مدرسے سے فارغ التحصیل ہو کر بچے خدمت دین کریں اور ماں باپ کے لئے بھی صدقہ جاریہ کا کام دیں۔ مستحق اور محنتی طلباء کو صدر انجمن کی طرف سے مناسب وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ تعلیمی فیس کوئی نہیں۔ ۲۰ ستمبر کے بعد نئے طالبعلم داخل نہ ہو سکیں گے۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ)

ولادت بتاریخ ۱۹ اگست چھ بجے بعد دوپہر اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی جلال صاحب شمس ناظر اعلیٰ کو ایک لڑکا عطا فرمایا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مولود کا نام منیر الدین تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ اسے صالح اور خادم دین بنائے۔

تربیت و اصلاح: "ایک ذریعہ اصلاح کا یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر علمی اور دینی باتیں کی جاویں" (حضرت امیر المومنین)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

روزنامہ — الفضل — لاہور

۲۹ اگست ۱۹۴۹ء

سادہ زندگی

"سادہ زندگی" مطالبات تحریک جدید میں سے سب سے پہلا مطالبہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۷ اپریل ۱۹۳۷ء میں ارشاد فرمایا۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں۔ اور اخراجات کم کردیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں۔ قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی۔ جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہو۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو۔ اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ایک غریب آدمی اگر زکوٰۃ دینے کی خواہش بھی کرے تو نہیں دے سکتا۔ ایک مریض کی خواہش خواہ کس قدر زیادہ ہو روزے نہیں رکھ سکتا۔ پس اگر سامان مہیا نہ ہوں۔ تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس کی ہمیں خواہش ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے۔ تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپکو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے۔ اور اگر اس کا موقعہ نہ آئے تو بھی خدا تعالیٰ سے کہہ سکو کہ ہم جو کچھ جمع کیا تھا۔ اگرچہ وہ مال تو ہماری اولاد کو ہی ملا لیکن ہم نے اسی دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا۔" (الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ تحریک جدید کا حضور نے کیوں آغاز فرمایا۔ اس سے پہلے ایک خطبہ جمعہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضور نے فرمایا۔

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے امن کی بنیاد اسی پر ہے۔"

اس سے قبل الفضل ۸ فروری اور ۱۵ فروری ۱۹۳۶ء میں حضور کے مندرجہ ذیل ارشادات شائع ہوئے:۔

"ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اس طرح امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے۔"

"نیز یہ کہ جب مشکلات کا وقت آئے تو نہ کھانے کی روک ہماری جماعت کی راہ میں حائل ہو۔ اور نہ لباس کی روک تکلیف میں مبتلا کر سکے۔ بلکہ وہ یہ خیال کریں کہ اگر ہمیں وطن چھوڑنا پڑا ہے۔ تو ہم پہلے ہی وطن چھوڑنے کے عادی ہیں۔ اور اگر کھانے یا لباس میں دقتیں حائل ہیں۔ تو ہم پہلے ہی تھوڑا کھانے اور سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔ پس وہ خوشی اور دلیری سے مشکلات کا مقابلہ کریں گے۔ اور اپنے دل میں گھبراہٹ اور تکلیف محسوس نہیں کرینگے"

ہم نے حضور کے یہ ارشادات اس لئے نقل کئے ہیں۔ کہ ہمیں تحریک جدید کے عملی پہلو کی بنیادی چیزیں ازسرِ نو یاد آئیں۔ اور ہم ازسرِ نو زیادہ جوش اور زیادہ انہماک کے ساتھ ان ارشادات کی روشنی میں اپنے موجودہ حالات کے مطابق اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ سادہ اور کفایت شعاری سے بسر کرنے کی کوشش کریں۔

ظاہر ہے کہ جس وقت مندرجہ بالا ارشادات حضور کی زبان سے جاری ہوئے تھے۔ اس وقت ہم میں سے اکثر کی حالت موجودہ حالت سے بہت بہتر تھی۔ اس وقت ہم اپنے وطنوں میں اپنے اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ ہماری آمدنیاں معلوم اور متعین تھیں۔ ہمارے گھروں میں خوشحالی تھی۔ ہم برباد ہوکر گھروں سے نہیں نکلے تھے۔ ہماری جائدادیں ہمارے پاس تھیں۔ الغرض معمولی آرام اور امن کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایسے زمانہ میں ہمارے دوراندیش امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے اشارہ پاکر یہ عظیم الشان تحریک جدید جس کا نام اب ہمارے بچے بچے کی زبان پر ہے جاری فرمائی۔ اس لئے اگر یہ تحریک اس آرام کے زمانہ میں ضروری سمجھی گئی تھی۔ تو آج تکلیف کے زمانہ میں جبکہ ہم کو واقعی اپنے وطنوں کو چھوڑنا پڑا ہے۔ اپنی جائدادیں ترک کرنی پڑی ہیں۔ آج جبکہ ہماری اقتصادی حالت پہلے سے بدتر ہے۔ آج تو ہمیں تحریک جدید کے سادہ زندگی کے اصولوں پر عمل کرنے کی سب وقتوں سے بہت زیادہ ضرورت ہے۔

بے شک ہم میں سے بہت سے ایسے خوش نصیب بھی ہیں۔ جن کو اپنے وطن اپنی جائدادیں اور اپنی کاروبار چھوڑنے نہیں پڑے جو پہلے ہی پاکستان میں مقیم تھے۔ بے شک ہم سے بعض جو اپنی جائدادیں اور وطن چھوڑ کر آئے ہیں۔ یہاں آکر پھر پہلے کی طرح خوشحال ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کا ایک معتدبہ حصہ اس اچانک انقلاب کی وجہ سے سخت تنگی اور دیگر مشکلات کے دور میں سے گزر رہا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی محض اقتصادی نقطۂ نظر سے ہی ہماری جماعت کی حالت پہلے سے بدرجہا خراب ہو گئی ہے۔

ایسی صورت حال میں کیا ہمارے لئے ضروری نہیں کہ ہم تحریک جدید کے اس پہلے مطالبہ کی طرف پہلے سے بھی زیادہ توجہ دیں۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مجبوری کی بات اور ہے۔ ورنہ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہماری مستورات اور ہمارے نوجوان جو کسی قدر توفیق رکھتے ہیں وہ خاصکر لاہور میں رہ کر نہ صرف یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی کو پہلے سے زیادہ سادہ ہی نہیں بنایا۔ بلکہ اپنی عادات کو اور بھی خراب کر لیا ہے۔ اور نفس امارہ کے تقاضات کے پہلے سے بھی زیادہ آسانی سے شکار ہو رہے ہیں۔ کھانے اور پہننے میں سادگی اختیار کرنا تو الگ رہا۔ سینما دیکھنے اور دیگر ایسی فضولیات میں اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائیاں ضائع کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ ایک مومن کا تمام مال جو ضروریات زندگی سے فاضل ہو قوم کی امانت ہے۔ اور اسکو خاصکر قوم کی مصیبت کے وقت میں فضولیات پر ضائع کرنا پرلے درجہ کی خیانت ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ تحریک جدید کے مطالبات تو محض یاد دہانی کے لئے ہیں۔ ورنہ ہمارا احمدیت کو قبول کرنا ہی اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ہم عیاشی کی تمام راہوں کو اپنے پر مسدود کر دیں۔ اور ہمارا کھانا پینا پہننا حتیٰ کہ اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو جائے۔ کیا ہم میں سے ہر ایک نے بیعت میں یہ عہد نہیں کیا ہوا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

پھر ذرا سوچنا چاہیئے۔ کہ جب ہم کھانے پینے اور پہننے وغیرہ میں دنیا کو دین پر فوقیت دیتے ہیں۔ تو ہم اس عہد کو کہاں تک نباہ رہے ہیں؟

شاعرِ زمیندار سے

مقدسوں کا وطن قادیان اب بھی ہے
خدا کا فضل و کرم پاسبان اب بھی ہے

منارِ مسجدِ اقصیٰ سے روز پانچوں وقت
فضا میں لرزاں ہماری اذان اب بھی ہے

اسی خشوع سے مومن ہیں اب بھی سجدہ ریز
بسا جبینوں سے وہ آستان اب بھی ہے

وہ چشمہ نور کا مسدود ہو نہیں سکتا
ضیا سے اس کی منور جہان اب بھی ہے

بہشتی مقبرہ ہے باغِ جاوداں تنویر
ہر اک شہید کا قائم نشان اب بھی ہے

سمندری میں احمدیہ مسجد

ایک نامہ نگار کے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض جلد باز اور ناعاقبت اندیش لوگوں کی طرف سے قصبہ سمندری ضلع لائلپور میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے معاملہ میں مزاحمت کا طریق اختیار کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو ہم حکام ضلع لائلپور خصوصاً سمندری کی سمجھدار پبلک سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں منصفانہ اور فیاضانہ طریق اختیار کرکے عدل وانصاف اور رواداری کی بنیادوں کو استوار کرنے کی کوشش کریں۔ جن کی قائداعظم مرحوم زندگی بھر تلقین کرتے رہے ہیں۔ کہ اس وقت ملک کی یہی سب سے بڑی ضرورت ہے:

کونسی سینما فلم اچھی سمجھی جائے ـــ اور ـــ کونسی بُری؟

اور اس کا فیصلہ کس کی رائے پر ہوگا؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

چند دن ہوئے میں نے سینما کے متعلق الفضل میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اس کے متعلق مجھے بعض دوستوں کی طرف سے اس قسم کے سوالات پہنچے ہیں کہ جب سینما فلم اپنی ذات میں منع نہیں ہے۔ اور صرف خلاف اخلاق عناصر کے شامل ہو جانے کی وجہ سے ممنوع قرار پاتی ہے۔ تو پھر کس فلم کو اچھا سمجھا جائے اور کس کو بُرا۔ اور اس بات کا فیصلہ کون کرے کہ کونسی فلم اچھی ہے۔ اور کونسی بُری اور کس فلم کا دیکھنا جائز ہے اور کس کا ناجائز وغیرہ وغیرہ۔ سو یہ سوالات پہلے سے میرے مدنظر تھے اور میں ان کے متعلق اپنے مضمون کی دوسری قسط میں اظہار خیال کرنا چاہتا تھا۔ مگر اچھا ہوا کہ دوستوں نے مزید توجہ دلا کر مجھے اس مضمون کے دوسرے حصہ کے متعلق جلدی کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔ لہٰذا میں ذیل کی سطور میں مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے اپنے پہلے مضمون میں لکھا تھا۔ یا جو کچھ کہ میں اپنے موجودہ مضمون میں لکھنے لگا ہوں وہ میرا ذاتی خیال ہے اور ضروری نہیں کہ جماعت کے ذمہ وار مفتی صاحبان کو میرے خیال سے اتفاق ہو۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر انہیں میرے خیال سے اتفاق نہ ہو تو بہر حال جماعتی احترام اور جماعتی نظام اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ اس صورت میں میں اپنی زبان بند کر لوں۔ مگر جب تک میرے لئے یہ راستہ کھلا ہے۔ میں نیک نیتی اور دیانتداری کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار کا حق رکھتا ہوں اور اسے استعمال کرونگا وما توفیقی الا باللّٰہ العظیم۔

سہولت کے خیال سے میں اس جگہ پہلے دوسرے سوال کو لیتا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس بات کا کون فیصلہ کرے گا۔ کہ کونسی فلم خلاف اخلاق عناصر کی وجہ سے ناجائز اور ممنوع ہے۔ اور کونسی فلم جائز اور حلال؟ سو اس سوال کا پہلا جواب تو میری طرف سے یہ ہے کہ میرا مضمون صرف علمی نقطۂ نگاہ پر مبنی ہے۔ ورنہ مجھے اس مسئلہ کے انتظامی پہلو سے نہ تو کوئی تعلق ہے۔ اور نہ اس میں مجھے دخل دینے کا حق [illegible] جماعتی انتظام کے ماتحت یہ کام غالباً نظارت [illegible] کا ہے۔ اور یہی دو نظارتیں اس بات کا حق رکھتی ہیں کہ اس مسئلہ کے انتظامی پہلو کے متعلق کوئی اعلان کریں۔ یا نگرانی کی کوئی صورت تجویز کر کے اس پر جماعت کو کاربند کرائیں۔ پس جہاں تک انتظامی پہلو کا تعلق ہے۔ یہ سوال کہ اس بات کا کون فیصلہ کرے گا۔ کہ کونسی فلم جائز ہے اور کونسی ناجائز مجھ سے نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ناظر صاحب امور عامہ یا ناظر صاحب تعلیم و تربیت سے ہونا چاہیئے۔ اور انہیں کا فیصلہ اس معاملہ میں تابع ہدایت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آخری رنگ رکھتا ہے۔ بے شک میرے مضمون کی وجہ سے میرے نقطۂ نگاہ سے اتفاق رکھنے والے دوستوں کے نزدیک بعض فلمیں جو خالصۃً تاریخی اور تحقیقی اور علمی حقائق پر مبنی ہیں۔ اور خلاف اخلاق عناصر سے بھی پاک ہیں جائز سمجھی جائیں گی۔ لیکن ایسی فلموں کا عملاً دیکھنا محض میرے مضمون کی وجہ سے ہرگز جائز نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ اگر اس کے متعلق سلسلہ کی طرف سے کوئی ہدایت ہے تو اس کے لئے سلسلہ کی متعلقہ نظارت سے استصواب ضروری ہوگا

یہ تو ہوا انتظامی نقطۂ نگاہ سے دو ٹوک جواب مگر اس سوال کا علمی جواب یہ ہے کہ شریعت نے بہت سی باتوں میں فیصلہ کو خود مومنوں کی ذاتی رائے پر چھوڑ دیا ہے۔ اور ان معاملوں میں دخل اندازی نہیں کی۔ بلکہ صرف اصول بیان کر کے اس کا عملی اجراء ہر شخص کی دیانتدارانہ رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مثلاً شریعت کہتی ہے۔ کہ اگر تم بیمار ہو جاؤ تو وضو کی بجائے تیمم کر لو۔ یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر نماز پڑھ لو۔ لیکن شریعت اس معاملہ میں یہ حکم ہرگز نہیں دیتی کہ بیماری کے متعلق کسی طبیب یا ڈاکٹر سے پوچھ کر فیصلہ کرو بلکہ ہر مومن کی نیک نیتی اور دیانتداری پر اس فیصلہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ کہ اگر وہ دیانتداری کے ساتھ اپنے آپ کو بیمار سمجھے تو وضو کی بجائے تیمم کر لے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر پڑھ لے۔ اسی طرح مثلاً شریعت یہ اصول بیان کرتی ہے۔ کہ اگر تم رمضان کے مہینہ میں بیمار ہو جاؤ۔ تو رمضان کے روزوں کو ملتوی کر کے دوسرے ایام میں گنتی پوری کر لیا کرو۔ لیکن اس اصولی ہدایت کے [illegible] شخص کو بیماری کا طبی سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتی۔ بلکہ مومنوں کی نیک نیتی اور دیانتداری پر فیصلہ چھوڑ دیتی ہے۔ کہ اگر وہ سچے دل سے اور نیک نیتی کے ساتھ (نہ کہ بہانہ جوئی کے رنگ میں) اپنے آپ کو بیمار سمجھیں۔ تو رمضان کے روزوں کو دوسرے دنوں پر ملتوی کر دیں۔ پس جب ان مسائل اور اس قسم کے بیسیوں دوسرے مسائل میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ بیماری کا فیصلہ کون کرے۔ تو سینما کے معاملہ میں یہ سوال کیوں اٹھایا جاتا ہے۔ کہ کسی فلم کے اچھا یا بُرا ہونے کا فیصلہ کون کرے؟ یقیناً اس سوال کی تہ میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں۔ کہ بہت سے لوگوں کے دل سینما کی گندی تفریح سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں۔ کہ وہ مختلف قسم کے آنوں بہانوں سے اپنے لئے سہولت کا راستہ کھولنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اگر نیتیں درست ہوں۔ اور دل پاک جذبات کا حامل ہو۔ تو در اصل نہ تو یہ سوال اٹھتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے جواب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایک صحیح الفطرت اور اسلام سے سچی محبت رکھنے والے انسان کے لئے بُو بُو ہے اور خوشبو، خوشبو۔ اور گندی چیز بہر حال گندی ہے۔ اور اچھی چیز بہر حال اچھی ہے۔ اور اسے پرکھنے اور اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں کبھی دیر نہیں لگتی۔ اور نہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور نہ عام حالات میں کوئی شریف انسان گندی چیز کو اچھی چیز سمجھنے کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ سوائے اس کے کہ حالات غیر معمولی صورت اختیار کر لیں۔ اور کسی سوسائٹی کا ماحول اس کی بصیرت کو ملوث کر دے۔

لیکن خدا کے فضل سے ہماری کامل و مکمل شریعت نے ہمارے لئے غیر معمولی حالات میں بھی ہدایت اور روشنی کا سامان مہیا کر رکھا ہے۔ یعنی ایسے غیر معمولی حالات میں بھی جبکہ ایک بدی کے عام ہو جانے کے نتیجہ میں عوام الناس کی نیتوں میں فتور آ جاتا ہے۔ اور لوگ بُری چیز کو اچھا قرار دینے کے لئے بہانے ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں۔ ہماری شریعت ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑتی [illegible] چنانچہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ جب ہمارے آقا (فداہ نفسی) [illegible] اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ [illegible] سوسائٹی میں شراب نوشی نے بے انتہا غلبہ پایا ہوا ہے۔ اور لوگوں کے ذہن آسانی کے ساتھ اس بدی سے کٹ کر دور ہونے کے لئے ابھی تیار نہیں۔ تو آپ نے کمال دانشمندی سے شراب کو منع کرنے کے علاوہ یہ حکم بھی دے دیا۔ کہ تم اس قسم کے برتنوں کو بھی استعمال نہ کرو۔ جن میں عرب لوگ عموماً شراب پیا کرتے ہیں۔ تاکہ تمہارے ذہن کلی طور پر شراب نوشی کے مناظر سے کٹ جائیں۔ اور کمزور لوگوں کے لئے ڈگمگانے اور ٹھوکر کھانے کا موقعہ نہ رہے۔ چنانچہ صحابہ نے شراب نوشی کی حرمت کے علاوہ اس حکم پر بھی کمال دیانتداری سے عمل کیا۔ اور ان معصوم برتنوں کے استعمال سے بھی باز آ گئے۔ جو اپنی ذات میں ہرگز بُرے نہیں تھے۔ مگر شراب نوشی کے ساتھ روایتی تعلق رکھنے کی وجہ سے کمزور لوگوں کے دلوں میں شراب کی خواہش بیدار کر سکتے تھے۔ لیکن جب اس پر کچھ وقت گزر گیا۔ اور لوگوں کے ذہن کلی طور پر شراب نوشی کے خیال سے کٹ گئے۔ تو اس وقت آپ نے اعلان فرمایا کہ شراب تو بہر حال منع ہی ہے۔ لیکن اب تم ان برتنوں کو بے شک استعمال کر سکتے ہو جن سے تمہیں روکا گیا تھا۔ اسی طرح مثلاً آپ نے عرب کی شرک پرستی کو دیکھ کر شروع شروع میں اعلان فرمایا کہ مسلمان قبروں کی زیارت کے لئے نہ جایا کریں۔ تاکہ عام مشرکانہ رجحان کی بناء پر ان کے دلوں میں کوئی مخفی جذبہ شرک کا پیدا نہ ہونے لگے۔ لیکن جب صحابہ رض کا ایمان و عرفان پختہ ہو گیا۔ تو کچھ وقت کے بعد آپ نے خود اعلان فرمایا کہ اب بے شک تم قبروں پر جاؤ اور اپنے مرنے والوں کے لئے دعا کر کے اور اپنے نفسوں میں موت کی یاد کو تازہ کر کے خود بھی فائدہ اٹھاؤ۔ اور مرنے والی روحوں کو بھی فائدہ پہونچاؤ۔

(دیکھو اگلا صفحہ)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

”احباب کو چاہیئے کہ خاص توجہ اور کوشش کے ساتھ زیادہ سے زیادہ طالب علم داخل کرائیں۔ اور اپنے غیر احمدی احباب کو تحریک کریں جزاھم اللّٰہ خیرا“ (الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۸ء)

نوٹ:۔ داخلہ ۱۹ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک جاری رہے گا۔ (پرنسپل تعلیم الاسلام کالج)

درخواست دعا:۔ میرا لڑکا چوہدری محمد احمد گجراتی درویش دار المسیح دماغی عارضہ میں مبتلا ہے۔ احباب شفائے کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار فضل احمد ہیڈ ماسٹر بھکر

اوپر کی مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت کا یہ بھی ایک اصول ہے کہ بعض اوقات جب کسی بدی کے لئے کسی سوسائٹی میں عام رجحان پیدا ہو جائے اور لوگ اپنے ماحول کے اثر کے ماتحت اس کی طرف غیر معمولی رغبت اور کشش محسوس کرنے لگیں تو لوگوں کے اخلاق کی حفاظت کے لئے بعض ملتی جلتی جائز چیزوں کو بھی وقتی طور پر منع قرار دیدیا جاتا ہے۔ اور اس میں غرض یہ مدنظر ہوتی ہے کہ تا جب ماحول کا اثر مٹ جائے اور عام رجحان ختم ہو جائے۔ تو پھر اس وقت ان جائز چیزوں کی اجازت دے کر سوسائٹی کو اعتدال کے راستہ پر قائم کر دیا جائے۔ پس جہاں تک محض مسئلہ کا تعلق ہے بات تو وہی ہے۔ جو میں نے اپنے سابقہ مضمون میں بیان کی۔ اور اس بات میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں کہ سینما اپنی ذات میں ہرگز منع نہیں بلکہ صرف خلاف اخلاق فلموں کا دیکھنا منع ہے۔ لیکن اگر عربوں کی شراب نوشی اور قبر پرستی کی طرح اس زمانہ میں بھی خلاف اخلاق فلموں اور سینما کی زبردست کشش نے لوگوں کے دل و دماغ پر غلبہ پا رکھا ہے۔ اور اس وجہ سے نظام سلسلہ کو وقتی طور پر اس بارہ میں خاص احکام دے کر نگرانی کرنی پڑی ہے۔ تو میں اپنے نوجوانوں سے کہوں گا۔ اور افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ:-

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

یعنی اے میرے سوال کرنے والے عزیزو اور بھائیو یہ ساری پابندیاں آپ ہی کا پیدا کردہ تحفہ ہیں جب آپ کے دل و دماغ پر سینما کے بولتے ہوئے جادو نے ساحرانہ اثر پیدا کیا۔ اور آپ نے بلا تمیز نیک و بد سینما کی بنی سنوری دیوی کے سامنے ماتھا ٹیک دیا تو پھر سلسلہ کیوں نہ اس بچہ کی طرح جو اپنی نادانی سے آگ کے شعلہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ آپ کے ہاتھوں کو جبراً روکنے کی کوشش کرتا۔ خودستائی یقیناً اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن موقع پر بات کہنی پڑتی ہے۔ (اور میری نیت کو بھی خدا جانتا ہے کہ خودستائی غرض نہیں۔ بلکہ لوگوں کے فائدہ کے لئے ایک حقیقت کا اظہار اصل مقصد ہے) اور وہ یہ کہ اس وقت میری عمر خدا کے فضل سے ۵۶ سال کی ہے لیکن آج تک میں نے دو دفعہ سے زیادہ سینما نہیں دیکھا پہلی دفعہ بچپن میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ اور اپنے بڑے ماموں جان مرحوم کی معیت میں دہلی میں دیکھا تھا۔ اور دوسری دفعہ بھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہی جب کہ میں کالج میں پڑھتا تھا۔ ایک علمی سینما فلم دیکھی تھی۔ جس کا انتظام کالج کے احاطہ میں ہی کالج کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اور یہ دونوں زمانے وہ ہیں جب کہ سینما پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ دن اور یہ دن آج تک کبھی سینما نہیں دیکھا (اور اگر میں حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے بھول رہا ہوں تو خدا مجھے معاف کرے) لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میرے دل میں آج تک کبھی سینما دیکھنے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ یہ بات نہیں کہ میرے پہلو میں دل نہیں ہے۔ یا یہ کہ میں جائز تفریح کی طرف سے بے حس ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ جو تھوڑا بہت تجربہ مجھے سینما کے دیکھنے سے ہوا اس نے میرے دل میں یہ خیال راسخ کر دیا کہ موجودہ فلم ایک آگ کا کھیل ہے۔ جس میں اچھے برے کی تمیز بے حد مشکل کام ہے۔ پس میرے عزیزو اور بھائیو! یہ سب پابندیاں خود آپ کی اپنی لگائی ہوئی ہیں۔ اپنے دل و دماغ کو درست کر لو۔ تو نماز اور روزے کے احکام کی طرح غالباً نظام سلسلہ بھی اچھی اور بری فلم کا فیصلہ خود آپ کی اپنی رائے پر چھوڑ دے گا۔

اب رہا یہ سوال کہ موٹے طور پر بری اور ناجائز فلم کی علامتیں کیا ہیں۔ سو میں اپنی سمجھ کے مطابق چند مختصر فقروں میں یہ علامتیں ذیل میں بیان کئے دیتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جس فلم میں مرد و عورت کی باہمی بے تکلفی کے مناظر کو برملا طور پر پیش کیا جائے مثلاً (اور یہ صرف ایک مثال ہے) ایک مرد ایک عورت کے ساتھ فلم کے پردہ پر بوس و کنار کا طریق اختیار کرتا ہے۔ تو ایسی فلم کا دیکھنا ناجائز اور ممنوع ہوگا۔ بلکہ میرے خیال کے مطابق اگر یہ مرد و عورت خاوند بیوی ہوں تو تب بھی اُن کی طرف سے ایسی حرکات کا برملا اظہار خلاف حیا اور ناجائز سمجھا جائے گا۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ خاوند بیوی کا مخصوص جنسی تعلق ایک بالکل جائز بلکہ نسل انسانی کی ترقی کے لئے ضروری چیز ہے۔ کوئی شریف انسان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو اس فعل کو بر سر عام اختیار کرے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ یقیناً بے حیا سمجھا جائے گا۔ پس اچھی فلم کی پہلی شرط یہ ہے۔ کہ اس میں مرد و عورت کے بے تکلفانہ حرکات یعنی بوس و کنار وغیرہ کے مناظر کا عنصر موجود نہ ہو۔ کیونکہ اس سے بے حیائی اور بد اخلاقی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور شہوانی قویٰ کو انگیخت ملتی ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ میرا نفس ایسا ہے۔ کہ مجھ پر ایسے مناظر کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایسے شخص سے میں کہوں گا۔ کہ اول تو تم دھوکا دیتے ہو۔ ورنہ دھوکہ خوردہ ضرور ہو۔ فطرت کی زور دار آبشاروں کو کون روک سکتا ہے؟ لیکن اگر بالفرض ایسا کوئی شخص موجود بھی ہو تو ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ قانون کی بنیاد عام حالات پر رکھی جاتی ہے نہ کہ مستثنیات پر۔ پس بظاہر مستثنےٰ حالات رکھنے والے لوگوں کو بھی بہرحال عام قانون کے تابع رکھا جائیگا ورنہ فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی دنیا بھر میں قانون سازی کا مسلمہ اصول ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے۔ جو در اصل پہلی شرط کا ہی حصہ اور شاخ ہے) کہ کسی فلم میں کورٹ شپ (یعنی نکاح سے پہلے کی بے تکلفانہ میل ملاقات) کے مناظر پیش نہ کئے جائیں۔ میں اس جگہ اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ کہ نکاح کے اصول کیا ہیں۔ اور کیا ہونے چاہئیں۔ گو اسلام تو بہرحال کورٹ شپ کے رنگ کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک کورٹ شپ کا طریق جائز بھی ہو۔ یعنی اگر نکاح سے قبل مرد و عورت کا آپس میں بے تکلفی کے ساتھ ملنا جلنا جائز بھی سمجھا جائے۔ تو پھر بھی یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ کورٹ شپ کے مناظر کو فلم کے پردے پر عریاں کر کے دکھانا ایک ایسی بات ہے کہ جس سے لوگ جنسی تعلقات کے متعلق ناگوار اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور کچی اور نوجوان طبعیں۔ ۔۔۔ ان کے لئے تو ایسے مناظر گویا بارود کے ذخیرہ کو دیا سلائی دکھانے کے مترادف ہیں:-

(۳) تیسری بات جو ایک اچھی اور جائز فلم میں نہیں ہونی چاہیئے۔ وہ اغوا کے واقعات ہیں یعنی کسی شخص کا کسی لڑکی یا عورت کو اس کے جائز ولی کی اجازت اور اطلاع کے بغیر بھگا لے جانا۔ یہ بات بھی ہر غور کرنے والی سعید فطرت کے نزدیک اخلاق عامہ کو غلط راستہ پر ڈالنے والی اور بالآخر سوسائٹی کے امن کو برباد کرنے والی ہے۔

(۴) چوتھی بات عریانی کے مناظر پیش کرنا ہے یعنی جسم انسانی کے ان حصوں کو ننگا کر کے پیش کرنا جنہیں ننگا کرنا اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے بلکہ میں کہوں گا۔ جنہیں ننگا کرنا دنیا کی ہر شریف سوسائٹی بُری نظر سے دیکھتی ہے۔ اگر فلم کے پردے پر ان اعضاء کی عریانی کے مناظر پیش کئے جائیں تو اخلاقی لحاظ سے اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ مثلاً پنڈلی اور رانوں کو ننگا کرنا یا ہاتھوں کو بازوؤں کی حد تک ننگا کرنا۔ یا سینے کو ننگا کرنا حتیٰ کہ بعض لوگ تو چھاتیوں کے ایک حصہ کو بھی ننگا کرنے میں حرج نہیں دیکھتے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جو اسلامی نکتہ نگاہ سے ناجائز اور ممنوع ہیں لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ آجکل کی فلموں میں ان سے بہت بڑھ چڑھ کر عریانی کے مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور ان کے ذریعہ تفریح کا سامان حاصل کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی بعض باتیں ہیں۔ مگر میں اس جگہ صرف ان چار باتوں کے ذکر پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اگر کم از کم ان چار باتوں سے ہی کسی سینما کی فلم کو پاک کر دیا جائے (بشرطیکہ وہ حقیقتاً پاک ہو اور محض بہانہ جوئی کا رنگ اختیار نہ کیا جائے) تو میری رائے میں ایسی فلم ہرگز منع نہیں ہوگی۔ بلکہ اگر اس میں تاریخی اور جغرافیائی اور علمی اور تحقیقی اور جنگی اور طبی حقائق پیش کئے جائیں۔ تو میں بلا خوف لومۃ لائم کہتا ہوں۔ کہ ایسی فلم کا دیکھنا نہ صرف جائز ہوگا۔ بلکہ میں اسے دنیا کی علمی ترقی کے لئے ایک نعمت سمجھوں گا۔ لیکن آج کل بات پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر پر آجاتی ہے۔ جو میں نے اپنے گذشتہ مضمون میں لکھا تھا۔ حضور کیا خوب فرماتے ہیں:-

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تاہم میں اس بات کا قائل نہیں۔ کہ ایسی فلم ہو ہی نہیں سکتی کہ جو ان خلاف اخلاق عناصر سے پاک ہو۔ ہو سکتی ہے اور ضرور ہو سکتی ہے۔ بلکہ میں سنتا ہوں۔ کہ ایسی فلمیں عملاً موجود بھی ہیں مگر ہارگروں کے قدموں کو کون روکے جو ایک شرابی کی طرح گندی فلموں کی طرف لپکنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور پھر روتے ہیں اُن لوگوں سے جو انہیں اس خلاف اخلاق رستہ سے منع کرتے ہیں۔

خدا کرے کہ میرا یہ مضمون جو پاک نیت کے ساتھ اور دوستوں کی سچی ہمدردی کے جذبہ سے لکھا گیا ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوانوں کی تنویر اور ہدایت کا موجب ہو اور وہ بہانہ جوئی کے راستہ کو ترک کر کے مومنوں ہاں سادہ دل اور صحیح الدماغ مومنوں کے طریق پر ہر اچھی بات کو قبول کرنے اور ہر بری بات کو رد کرنے کے لئے تیار ہوں:-

وما علینا الا البلاغ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

(خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور) ۲۳/۸/۴۹

فارم اصل آمد

موصی صاحبان کو فارم اصل آمد بھیجے گئے ہیں۔ جن احباب نے ابھی تک واپس نہ کئے ہوں۔ وہ جلد واپس ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان کا سالانہ حساب تیار کر کے بھیجا جا سکے۔ اگر کسی موصی حصہ آمد کو یہ فارم نہ ملا ہو۔ تو اطلاع دیں تاکہ ان کو فارم بھیجدیا جائے

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ——— ربوہ)

دعائے نعم البدل

مکرم چوہدری صلاح الدین احمد صاحب بی اے ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا لڑکا حمید الدین انتقال کر گیا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد شریف خالد)

"ہمارا انجام کیا ہوگا؟"

(مرسلہ مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام سے سلسلہ کی عظمت کے قیام اور مرکز کے دوبارہ استحکام کے متعلق ایک روح پرور مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جو الفضل کی ایک قریبی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذیل کا مضمون رسالہ انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۵ء میں طبع ہوا ہے۔ جماعت کے مستقبل اور درمیانی ابتلاؤں اور انقلابات کے متعلق اس میں بہت وضاحت سے یہ ایک ایمان افروز مقالہ ہے۔ کمزوروں کے علاوہ مخالفین سلسلہ پر بھی اس میں اتمام حجت ہے۔ حضور نے اسے زیر عنوان بالا شائع فرمایا تھا (خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

"بجز خدا کے انجام کون بتا سکتا ہے۔ اور بجز اس غیب دانی کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ ان کے بد خیالات اور بد ارادے انہیں پر پڑیں اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے ان پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے۔ تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اسلئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اول صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اس کو اوپر اوپر اڑاتی ہے اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ ہو کر کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے۔ کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی لیکن اس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا وہ خوب جانتا ہے کہ اس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اس درجہ کی کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور وہ دانے خاک میں مل کر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور ان کا وہ رنگ اور روپ سب جاتا رہتا ہے لیکن وہ دانا کسان اس لئے ان کو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں بلکہ دانے اس کی نظر میں نہایت بیش قیمت ہیں۔ وہ اسلئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے تا ایک ایک دانا ہزار ہزار دانا ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور ان میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر ایک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب و ہوا کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان قوتوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اسلئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اسلئے کہ تا خدا کی قدرتیں ظاہر ہوں اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے وہ ہر طرح سے ستائے جاتے ہیں اور دکھ دیئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں اور بد ظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں۔ بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو۔ تو خدا تعالیٰ اسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امر مقدر اپنی مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اسکی نوبت آتی ہے اس طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا۔ کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے۔ لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہیں پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں تب میں نے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی میں جواب دیا۔ اور کہا جئت من حضرة الوتر یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے تب میں اسکو ایک طرف خلوت میں لے گیا اور میں نے کہا لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا۔ لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں۔ اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزار ہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخرکار تجھے فتح دونگا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ اور یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی ان کو کوئی قبول کر لے بلکہ اسواسطے کہ ہر ایک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی

(رسالہ انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

امتحان کشتی نوح

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے۔ کتاب کشتی نوح کا امتحان مورخہ ۹ راکتوبر ۱۹۲۹ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے مگر مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے امیدواران امتحان کی فہرستیں ابھی تک نہیں آئیں۔

براہ کرم فوری توجہ فرما کر اراکین مجلس اور احباب جماعت میں تحریک فرمائیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ اس امتحان میں شامل ہوں۔ کتاب "کشتی نوح" دفتر "نشر و اشاعت" ربوہ سے بارہ آنے فی نسخہ اور ڈاک خرچ چار آنے میں مل سکتی ہے

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

کلرکوں کی ضرورت

بورڈنگ مدرسہ احمدیہ اور دفتر جامعہ احمدیہ کے لئے میٹرک پاس کلرکوں کی ضرورت ہے ۳۰-۲۰-۵۰ مع الاؤنس چودہ روپے تنخواہ ہوگی۔ ریٹائرڈ اور پنشنر اصحاب بھی جو خدمت سلسلہ کا شوق رکھتے ہوں اور کام کرنے کے قابل ہوں درخواستیں بھجوا سکتے ہوں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر۔ ضلع جھنگ)

اساتذہ جامعہ احمدیہ کے تمام وفود مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۵۱ء تک واپس پہنچ جائیں

اساتذہ جامعہ احمدیہ کے تمام وفود جو مختلف اساتذہ کرام پر مشتمل تھے۔ اور جو مختلف جہات کو روانہ ہوئے تھے۔ براہ کرم مورخہ ۲۸ اگست تک یہاں ربوہ میں واپس پہنچ جائیں۔ اور اپنی رپورٹیں دفتر نظارت تعلیم و تربیت میں پیش فرما دیں۔ یہ اطلاع نہایت ضروری ہے۔

(نائب ناظر تعلیم و تربیت)

دار القضاء سے متعلق ایک قاعدہ

نظارت قضاء کی طرف سے سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور یہ درخواست کی گئی تھی ۔ کہ دار القضاء کے بعض کیسز cases میں یہ دیکھا گیا ہے ۔ کہ جن لوگوں کے خلاف شکایت ہوتی ہے ۔ وہ باوجود اطلاعیابی کے تاریخ مقررہ پر حاضر نہیں ہوتے اور تحریر بھجوا دیتے ہیں ۔ کہ وہ بیمار ہیں ۔ یا کسی کو لکھ دیتے ہیں کہ اُن کا بیماری کا عذر قاضی کے سامنے پیش کر دیا جائے ۔ اس پر حضور عالی نے ذیل کا قاعدہ منظور فرمایا ہے ۔ جو بغرض اطلاع عام شائع کیا جاتا ہے :-

"مقدمہ کے ہر دو فریق میں سے اگر کسی کو بیماری وغیرہ کا عذر ہو ۔ تو وہ عذر تسلیم نہ ہوگا ۔ جب تک یا تو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ساتھ نہ بھجوائے ۔ یا مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق ساتھ نہ بھجوائے اور اگر تصدیق کے بغیر ایسا عذر دار القضاء میں پہنچیگا ۔ تو عام طور پر وہ فریق غیر حاضر سمجھا جائے گا ۔ اور قاعدہ یکطرفہ کارروائی کے مطابق کارروائی ہو گی" (ناظم قضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

دعائے مغفرت

میرے والد ماجد میاں میراں بخش صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے ۔ مورخہ ۲ شہادت ۴۹ کو اس دنیا کو خیرباد کہہ کر اپنے حقیقی مولا کریم سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم اپنے خاندان میں سے پہلے احمدی تھے ۔ اور باقی تمام خاندان کے افراد ان کی ہی کوششوں سے احمدی ہوئے ۔ علاوہ ازیں دیگر کئی احباب کو ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا ۔ آپ احمدیت کا درد رکھنے والے تھے ۔ اور ہر وقت اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھتے تھے ۔ کچھ عرصہ سے ان کی نظر بند ہو گئی تھی ۔ اور خود کتب وغیرہ نہ پڑھ سکتے ۔ تو دوسروں کو بلا کر حوالہ جات پوچھتے ۔ اور الفضل خاص کر خطبہ حضرت امیر المومنین سنا کرتے تھے ۔ اور جب تک جسمانی طاقت رہی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا ۔ بعد ازاں بہت کمزور ہو گئے ۔ اور اسی کمزوری کی حالت میں چل بسے ۔ احباب اُن کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں ۔ (ماسٹر عبد العزیز سٹیلر ۲۶ اسلام آباد گوجرانوالہ)

(۲) میرے والد میاں اللہ دتہ صاحب عہدی پوری ضلع سیالکوٹ ۴ ؍ اگست بروز جمعرات اپنے مولا حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ قبلہ والد صاحب نے ۱۹۰۶ء میں بیعت کی تھی ۔ اور ہمارے علاقہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے چند ان افراد میں سے تھے ۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو سب سے پہلے قبول کرنے کی توفیق دی تھی ۔ آپ زیادہ سے زیادہ قرآن ناظرہ اور چند اردو کے الفاظ پڑھ سکتے تھے ۔ لیکن اس کے باوجود آپ علم کی بہت قدر کرتے تھے ۔ اور اپنی زندگی میں اُن کی سب سے نمایاں خواہش یہ تھی ۔ کہ اُنکی اولاد اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کی خواہش کو پورا کیا ۔ ہم خدا کے فضل و کرم سے سب تعلیم یافتہ ہیں ۔ اُن کی دوسری خواہش یہ تھی ۔ کہ ہم عزت کی زندگی بسر کریں ۔ حلال کی کمائی کھائیں ۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی یہ خواہش بھی پوری کر دی ۔ وہ خود موصی تھے ۔ اور احمدیت کی تبلیغ کے لئے خاص طور پر جوش رکھتے تھے ۔ لیکن فرمایا کرتے تھے کہ غیرت اور خودداری کے ساتھ تبلیغ کرو ۔ غیرت کے موقعہ پر ایسی غیرت دکھاؤ ۔ کہ جذبہ کچھ بھی باقی نہ رہے ۔ لیکن دنیا تمہیں بے غیرت اور بے حیا نہ کہہ سکے ۔

قبلہ والد صاحب کی ۱۹۰۶ء سے پہلے کوئی اولاد نرینہ تھی ۔ اُنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد دوسری شادی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سات بھائی موجود ہیں ۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیت کی طفیل ہے ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قبلہ والد صاحب کی مغفرت کرے ۔ اور اعلیٰ درجات جنت میں عطا فرمائے ۔ اور مجھے اور میرے دوسرے بھائیوں کو احمدیت کا سچا خادم بنائے ۔ آمین

(احقر العباد محمد اسرائیل احمد بی ۔ اے 5/50 نو جہانگیر روڈ کراچی)

(۳) میرے دادا جناب محمد بخش صاحب (والد جناب خیر الدین صاحب) مورخہ ۲۵ ؍ ۴۹ ، ۲۶ ؍ ۴۹ کی درمیانی شب کو بوقت ۹ بجے وفات پا گئے ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ قادیان میں دفتر الحکم کے متصل گلی میں رہتے تھے ۔ آپ قادیان میں ہی پیدا ہوئے ۔ اور آپ کی ساری عمر قادیان میں ہی گذری ۔ گو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کچھ زمانہ پایا تھا ۔ اور آپ کے مبارک کلمات سنے تھے ۔ آپ قادیان کو کسی طرح بھی چھوڑنا نہ چاہتے تھے ۔ مگر ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے آپ کو اپنا پیارا مقدس مقام چھوڑنا پڑا ۔ لیکن یہاں آ کر بھی آپ کے دل سے قادیان کی یاد کبھی نہ بھولی تھی ۔ ہر وقت قادیان کا ذکر کرتے رہتے تھے ۔ اور واپسی کی اُمید لگائے ہوئے بے چین رہتے تھے کہ ہم کب اپنے مقدس مقام میں جائیں گے ۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں ۔ (لطیف احمد ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ آفس ۔ اوکاڑہ)

مندرجہ ذیل فوجی احباب کے پتے درکار ہیں !

۱ ۔ NIC/ ملک رحمت اللہ خان صاحب 25155

۲ ۔ نائک بشیر احمد صاحب 903 کمپنی ۔ آر آئی ۔ اے ۔ سی ۔ ایس

۳ ۔ محمد حضرت اللہ خان صاحب

۴ ۔ F . H 693 ناصح خان صاحب

۵ ۔ بابو عبد الغفور صاحب

۶ ۔ سعید اللہ صاحب 48052 آئی ۔ اے ایم سی

۷ ۔ جمعدار عبد الحمید صاحب بٹ

۸ ۔ خوشی محمد صاحب

۹ ۔ خواجہ بشیر احمد صاحب 2208

۱۰ ۔ حوالدار محمود حسین صاحب

۱۱ ۔ صوبیدار عبد الحق صاحب 16 راجپوت رجمنٹ

۱۲ ۔ جمعدار بشیر احمد صاحب

۱۳ ۔ صوبیدار محمد حسین صاحب

۱۴ ۔ حوالدار محمد عبد الحمید صاحب 121693

۱۵ ۔ حوالدار ظہور الدین صاحب باجوہ

۱۶ ۔ جمعدار سید اکبر شاہ صاحب 1026

۱۷ ۔ عبد الغنی صاحب 1974

۱۸ ۔ محمد اسحٰق صاحب ڈرائیور 107064

۱۹ ۔ مرزا احمد سعید صاحب

۲۰ ۔ حوالدار کلرک عبد الرحمٰن صاحب 18336 S R

۲۱ ۔ جمعدار علم دین صاحب

۲۲ ۔ صوبیدار شہاب الدین صاحب

۲۳ ۔ اعجاز شاہ جہان صاحب 731

۲۴ ۔ حوالدار شریف احمد صاحب 942975

۲۵ ۔ صوبیدار میجر غلام نبی صاحب

۲۶ ۔ حوالدار محمد قاسم صاحب 2688

۲۷ ۔ لیس نائک غلام رسول صاحب 742301

۲۸ ۔ مستری سلطان احمد صاحب 1088 ٹی ۔ پی ۔ ٹی ورکشاپ

۲۹ ۔ صوبیدار میجر عزیز بخش صاحب

۳۰ ۔ مسعود علی صاحب

۳۱ ۔ قریشی میر محمد صاحب

۳۲ ۔ حوالدار محمد اسمٰعیل صاحب 779574

۳۳ ۔ صوبیدار محمد رمضان صاحب

۳۴ ۔ لیس نائک محمد یوسف خان صاحب 35253

۳۵ ۔ محمد شریف صاحب 2795

۳۶ ۔ لیس نائک محمد عمر خان صاحب 35253

۳۷ ۔ محمد شریف صاحب 30529

۳۸ ۔ جمعدار مختار احمد صاحب

نمبر عہدے سابقہ دیئے گئے ہیں موجودہ مکمل پتوں سے اطلاع دیجائے نیز دیگر فوجی احباب جو آرمی ۔ نیوی یا ایئر فورس میں کام کر رہے ہوں اپنے مکمل پتوں سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں (نظارت بیت المال)

دعائے مغفرت :- محترم چوہدری لکو خان صاحب بقضائے الٰہی مورخہ ۸ ؍ ۴۹ ۱۱ ۔ ۸ بجے شام فوت ہو کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم و مغفور احمدیت کے عاشق تھے ۔ اور احمدیت کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے ۔ اور بہت پرانے احمدی تھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے عاشقانہ محبت تھی اور تقریباً ۱۰۰ سال سے زائد عمر پائی ۔ (خاکسار جلال الدین چک ۳۷ جنوبی ڈاکخانہ خاص علاقہ سرگودھا)

پتہ مطلوب ہے :- مکرمی عبد الرزاق صاحب ورد پونچھی جو محکمہ سپلائی (R. I. A. S. C) پٹھانکوٹ میں ملازم تھے کے پتہ کی ضرورت ہے ۔ اگر ان کے رشتہ دار یا کسی دوست کو ذاتی طور پر علم ہو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں پتہ مفصل ہونا چاہیئے (ناظر بیت المال)

زبور عجم کا انگریزی میں ترجمہ

لنڈن ۲۵ اگست - اپنے مکتوب لنڈن میں مسٹر وکٹر گارڈن رقمطراز ہیں کیمبرج یونیورسٹی کے پمبروک کالج کے شعبہ عربی کے پروفیسر ڈے ۔ آربری کو برطانوی مستشرقین کی تیسری کانفرنس کے موقعہ پر اس ادارے کی مجلس انتظامیہ کا رکن منتخب کیا جا چکا ہے یاد رہے کہ گذشتہ سال پروفیسر آربری ہی نے پاکستان کے شاعر ڈاکٹر اقبال کی کتاب زبور عجم کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ آپ اقبال کے نام سے بھی ایک کتاب لکھ چکے ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا تھا کہ زبور عجم میں علامہ اقبال اپنی شاعرانہ بلندیوں پر دکھائی دیتے ہیں اور یہ کہ اس کتاب کی بہت سی غزلیں فارسی ادب میں غیر فانی حیثیت رکھتی ہیں۔

پاکستانی سکاؤٹ پارٹی:۔ ناروے میں سکاؤٹوں کا جو بین الاقوامی میلہ ہو رہا ہے - اس میں شریک ہونے کے لئے پاکستان روورز کی ایک پارٹی لنڈن پہنچی - اس پاکستانی پارٹی کا جس وک بوائے سکاؤٹس نے خیر مقدم کیا اور انہیں قیام کے لئے اپنے ہوسٹل میں جگہ دی۔

ڈاکٹر بلگرامی۔ برطانوی مستشرقین کی ایک کانفرنس میں پچاس کے قریب ماہرین تعلیم نے حصہ لیا جن میں ڈاکٹر ایچ ایچ بلگرامی بھی شامل تھے۔ آپ لنڈن کے مشرقی اور افریقی زبانوں کے اسکول میں اردو کے لیکچرر ہیں۔ اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک اورینٹل ایڈیکٹ شائع کی جائے۔

کراچی کی صفائی کی مہم

کراچی ۲۵ اگست - یہاں میونسپل ایڈوائزری سب کمیٹی کی رپورٹ میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ صفائی کراچی کی مہم کے سلسلہ میں یہاں کے باشندوں کو شہری احساس پیدا کرنے کی برابر تاکید کی جائے۔ لوگوں کو ہر جگہ تھوکنے اور اپنے بیرونی علاقہ کو گاؤخانے بنانے اور دوسری مکروہ عادتوں کے خطرات سے بار بار آگاہ کیا جائے۔

ایک لاکھ اردو میں چھپے ہوئے اشتہارات ایئر فرانس کے حکام کے زیر انتظام ہوائی جہازوں سے گرائے جائیں گے۔ یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ یہ اپیل ریڈیو سے بھی بار بار نشر کی جائے اور مقامی اخبارات میں شائع کی جائے۔ یہ بھی تجویز پیش کی گئی ہے کہ میونسپل ہیلتھ آفیسر ریڈیو پاکستان کراچی سے مخصوص پروگرام نشر کرانے کا انتظام کرے جس میں مشہور افراد صفائی کے بارے میں تقریریں نشر کریں - رپورٹ میں "صفائی کراچی کا ہفتہ" منانے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے جس میں بڑے بڑے شہری

(نامہ نگار خصوصی) (اورینٹ)

برطانوی یونیورسٹیوں میں مطالعہ کیلئے پاکستانی پروفیسروں کو گرانٹ

طلباء اور پروفیسروں کا تبادلہ

لنڈن ۲۵ اگست - برطانوی کونسل نے اپنی یونیورسٹیوں میں مطالعہ کی غرض سے ایک نئے منصوبے کے ماتحت کامن ویلتھ کے جن تیس پروفیسروں اور ریسرچ کے طلباء کو سفری گرانٹ دی ہے - ان میں تین پاکستانی طلباء بھی ہیں مسٹر جی۔ جیلانی مسٹر ایم۔ اے مومن اور اے رزاق تینوں ڈھاکہ یونیورسٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ بالترتیب نفسیات قانون اور سیاست کی تعلیم لنڈن یونیورسٹی میں حاصل کر رہے ہیں۔

ان سب کو جو گرانٹ دی گئی ہے وہ پہلے سے مانند کی گئی ہے - اس میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی - کیونکہ اس سے فائدہ حاصل کرنے والا جو شخص برطانیہ آتا ہے اسے سفر کے کرائے یعنی ایک سو ساٹھ پاؤنڈ کے برابر رقم سٹرلنگ میں ادا کر دی جاتی ہے تاکہ وہ کرنسی کے انتقال کی الجھن سے بچ جائے

یہ منصوبہ کامن ویلتھ کی یونیورسٹیوں کی اس پہلی بعد از جنگ کانفرنس میں منظور ہوا - جو پچھلے سال آکسفورڈ میں ہوئی تھی - مقصد یہ تھا کہ کامن ویلتھ ممالک اور برطانیہ عظمیٰ کے درمیان پروفیسروں اور طلباء کا تبادلہ ہو سکے - اس طرح برطانوی کامن ویلتھ کے سکالر برطانوی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کریں گے -

برطانیہ سے کامن ویلتھ ممالک کو اور کامن ویلتھ ممالک سے برطانیہ کو سفر میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے جو گرانٹ دی جاتی ہے اس کے مقاصد دو ہیں۔ یہ گرانٹ ان پروفیسروں کو دی جاتی ہے جو مطالعہ کے لئے چھٹی پر ہوتے ہیں۔ اور ان پوسٹ گریجویٹ ریسرچ سکالروں کو جنہیں ریسرچ کی گرانٹ پہلے سے حاصل ہے اور جو کسی دوسری یونیورسٹی میں کم از کم چھ مہینے کام کرنا چاہتے ہیں۔

ممتاز طلباء اور سائنسدانوں کو دوسری یونیورسٹیوں میں مختصر قیام کی دعوت قبول کرنے میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے بھی گرانٹ دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ لوگ لیکچر دیں۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دائرے میں نئی پود کے نوجوانوں سے رابطہ پیدا کریں

اس سکیم کا انتظام برٹش کونسل کے ہاتھ میں ہے جو برطانوی کامن ویلتھ کی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن سے مل کر کام کرتی ہے۔ اور کام کی نگرانی ایک کمیٹی کے سپرد ہے۔ جس کی صدارت یر گلاسگو یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر ہیکٹر ہیتھرنگٹن فائز ہیں۔

افغانستان کی تحریک قطعاً مصنوعی ہے

لنڈن ۲۵ اگست - دارالعوام میں برطانیہ کے وزیر برائے تعلقات دولت مشترکہ کے اس بیان پر کہ صوبہ سرحد اور ڈیورنڈ لائن تک قبائلی علاقہ کے متعلق سابقہ حکومت کے تمام فرائض وحقوق کا وارث پاکستان ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے "لنڈن آبزرور" نے اپنے ۳ جولائی ۱۹۴۹ء کے مقالہ افتتاحیہ میں افغانستان کو اس علاقہ میں اس کی نامناسب شورش انگیزی پر تنبیہ کی ہے -

شہری زندگی میں ابتری پھیلانے والے نوجوان

پیرس ۲۵ اگست - یقین کیا جاتا ہے کہ انتہا پسند نوجوانوں کا ایک سیاسی گروہ شہری زندگی میں ابتری پھیلانے کی غرض سے جنگلات میں آگ لگا رہا ہے اس آگ سے بورڈو کے نزدیک بہت سے اشخاص ہلاک ہو گئے اور کافی نقصان پہنچا - ایک سگرٹ کے برابر چھوٹے سے مگر خطرناک بم کے انکشاف کے بعد فرانسیسی فوجی پولیس کے خفیہ دستے اس علاقہ کے دیہات اور شہروں میں روانہ کر دئیے گئے ہیں - بم کی تعداد اور اس کی تفصیلات جنوبی فرانس میں پولیس کو روانہ کر دی گئی ہیں - اس بم میں چار خانے ہیں اور ہر ایک میں مختلف کیمیاوی اجزاء ہیں - یہ بم شفاف پلاسٹک کا بنا ہوا ہے۔ وزیر انصاف نے اعلان کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے خلاف آگ لگانے کے ثبوت مہیا ہو گئے - تو اس کو موت کی سزا دی جائے گی - اس جماعت کو اشتراکی جماعت کے نام سے پکارا جا رہا ہے - (رائٹر)

نئی قسم کا ہوائی جہاز

اوسلو ۲۵ اگست - ایک ایسا ہوائی جہاز بنایا گیا ہے جو پانی میں تیر سکتا ہے - زمین پر چل سکتا ہے - اور برف پر پھسل سکتا ہے - یہ دنیا میں اپنی قسم کا پہلا ہوائی جہاز ہے۔ عنقریب یہ جہاز یہاں آزمائش شروع کر دے گا - اس جہاز میں چودہ آدمی بیٹھ سکتے ہیں اور ناروے میں تیار ہونے والے جہازوں میں یہ جہاز سب سے بڑا ہے - یہ جہاز تمام تر ناروے کی دھاتوں سے بنا ہے۔ جہاز کی نشستوں کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور اگلی جگہ چار بستر مریضوں کیلئے رکھے جا سکتے ہیں۔ (رائٹر)

نسلی برتری کا مظاہرہ

لوئی ٹریچارڈ ۲۵ اگست - یہاں ڈاکخانہ میں نسلی برتری کا نفاذ کر دیا گیا ہے اور بہت سے ہندوستانیوں کو جو پہلے آزادی کے ساتھ ڈاکخانہ میں آ جا سکتے تھے، اب اپنے نوکروں کے ذریعہ کام کرانا پڑے گا - یونین کے بہت سے ڈاکخانوں میں یہ قانون نافذ کر دیا گیا ہے (رائٹر)

پاکستانی افواج کے پہلے پاکستانی چیف آف جنرل سٹاف

راولپنڈی ۲۵ اگست - بریگیڈیر خالد شیخ کو پاکستانی افواج کا پہلا پاکستانی چیف آف جنرل سٹاف مقرر کیا گیا ہے یہ تقرر انگریز چیف آف سٹاف میجر جنرل ہٹن کی جگہ عارضی طور پر عمل میں آ رہا ہے - کیونکہ وہ آج سے دو مہینے کے لئے چھٹی پر برطانیہ جا رہے ہیں۔

بریگیڈیر شیخ نے جو اس عہدہ پر عارضی طور پر بھی فائز ہونے والے پہلے پاکستانی ہیں ابتدائی فوجی تربیت برطانیہ میں سنڈہرسٹ کے فوجی افسروں کی تربیت گاہ میں حاصل کی - جس کے بعد آپ رائل تارنگ رجمنٹ کی پہلی بٹالین سے متعلق رہے - اعلیٰ فوجی تربیت آپ نے ۱۹۴۲ء میں سٹاف کالج کوئٹہ میں پائی آپ دوسری عالمگیر جنگ میں برما کی جنگی مہموں میں بھی سرگرم حصہ لے چکے ہیں - آپ نے اس زمانے میں الیف ایکس رجمنٹ کی ایک بٹالین کی کمانڈ کی - اور جب آپ پہلے شخص تھے جو جاپانی صفوں کو چیرتے ہوئے چینی فوجوں کو مانڈلے لے جانے میں کامیاب ہوئے -

اعلیٰ فوجی عملہ میں اور فوجوں کی کمانڈ کے سلسلہ میں آپ بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے ہیں اور اس نئے اعزاز سے قبل آپ ڈپٹی چیف آف سٹاف تھے اور اس سے قبل یعنی اسی سال کے جون تک وہ معرکہ کارزار میں حصہ لینے والے ایک بریگیڈ کے کمانڈر تھے (اے۔ پ)

۲۴ کروڑ ڈالر کی جنگی امداد

واشنگٹن ۲۵ اگست - تیئس کروڑ نوے لاکھ ڈالر کی امداد اسلحہ اور سامان جنگ کی صورت میں امریکہ نے ترکی - ایران - کوریا اور فلپائن کو دینے کا فیصلہ کیا ہے - یہ فیصلہ امریکی سینیٹ کی ان مشترکہ کمیٹیوں نے کیا ہے جو مسلح افواج اور خارجی تعلقات کے امور پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہیں -

پاکستان اور ہندوستان میں معاہدہ

نئی دہلی ۲۵ اگست معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا ہے جس کی رو سے ہندوستان اور پاکستان کو یکم دسمبر ۱۹۴۹ء تک کھڈیوں کا بنا ہوا کپڑا مہیا کرے گا - علاوہ ازیں پاکستان نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ لنگیوں کی درآمد کے لئے زیادہ سے زیادہ لائسنس جاری کرے گا -

برطانوی صنعت کو آسٹریلیا میں منتقل کرنے کی تجویز

ملبورن ۲۵ اگست - اسکاٹ لینڈ کے ۲۷ سالہ لارڈ فنلے فیملس آسٹریلیا تشریف لائے ہیں وہ اپنے ساتھ برطانیہ کی صنعت کو آسٹریلیا میں منتقل کرنے کی تجویز لائے ہیں وہ اس اسکیم پر بہت زیادہ مستعد ہیں سب سے پہلے وہ انجینئری بنانے والی فیکٹری کی تمام مشینیں اور ایک ہزار ملازمین کو آسٹریلیا منتقل کریں گے - (رائٹر)